حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: البرکۃ مع اکابرکم
برکت تمہارے اکابر کے ساتھ ہے (رواہ ابن حبان باسناد صحیح)

تحقیقی، علمی واصلاحی

رسالہ

دفاعِ اسلاف

الہند

شمارہ نمبر
۳۱

فہرستِ مضامین

* البرهان في تخريج وَتحقيق الأحاديث والآثار فضائل القرآن۔

حضرت شیخ الحدیثؒ (م ۱۴۰۲ھ) کا رسالہ "فضائل قرآن مجید" کی مکمل تخریج وتحقیق۔

[قسط ۱]

* امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)، رمضان میں "٦٠" قرآن ختم کرتے تھے۔



زیر سرپرستی

حضرت مولانا عبید الرحمٰن اطہر ندوی صاحب دامت برکاتہم

البرهان

في تخريج وَتحقيق الأحاديث والآثار فضائل القرآن۔

حضرت شیخ الحدیثؒ (م ۱۴۰۲ھ) کا رسالہ ''فضائل قرآن مجید'' کی مکمل تخریج وتحقیق۔

[قسط ۱]

مفتی محمد پرویز علی -
محمد عاقل احمد خان -
[متخصصان فی الحدیث وعلومہ]

حامدو مصليا، أما بعد:

تخصص فی الحدیث، سال دوم میں مقالے کے لیے راقم نے حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۲ھ) کی فضائل قرآن کی تخریج وتحقیق کا عنوان چنا تھا، الحمدللہ، مقالہ مکمل ہوا اور ساتھیوں کے مشورے کے بعد، اب اضافہ کے ساتھ، اس مقالے کو ترتیب وار شائع کیا جا رہا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث نے فضائل القرآن میں، مقدمہ، پھر ''۴۰'' احادیث اور اس کے بعد، ایک خاتمہ ذکر کیا ہے، اسی ترتیب کے لحاظ سے، ان میں موجود، احادیث، آثار و اقوال علماء وغیرہ کی تخریج وتحقیق ہوگی۔

اللہ تعالی اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، امت محمدیہ کے لیے نافع بنائے اور ہمارے لیے ذخیرِ آخرت بنائیں۔

آمین، ثم، آمین۔

محمد پرویز علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر وبک نستعین یا فتاح رب زدنی علما۔

[فضائل قرآن کے مقدمہ میں، موجود، احادیث وآثار وغیرہ کی تخریج وتحقیق]

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا بن محمد یحیی بن اسماعیل الکاندھلوی ثم المدنیؒ (م ۱۴۰۲ھ) ''فضائل قرآن مجید'' میں فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: **من حفظ علی أمتي أربعین حدیثا من أمر دینھا بعثه الله تعالی فقیھا وکنت له یوم القیامة شافعا وشھیدا۔** (**[اشرفی عکسی] فضائل اعمال: ج۱: فضائل قرآن مجید: ص۴۸۹**، طبع، یاسین بکڈپو دہلی، ۱۹۹۹ء، **فضائل اعمال ج۱: فضائل قرآن مجید: ص۴۹۷**، طبع دینیات، ممبئی)،

<u>أقول:</u> اس روایت کی اکثر اسانید میں شدید کلام ہے، مگر ایک سند قابلِ ذکر ہے، چنانچہ حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) نے کہا:

''أخبرني أبو القاسم عبد العزیز بن محمد بن الحسین ابن الفضل القطان أخبرنا عبید الله بن أحمد بن علي المقرئ حدثنا یحیی بن الحسن بن عمر حدثنا زید بن إسماعیل الصایغ حدثنا شجاع بن الولید حدثنا حمید الکندي عن زیاد بن أبي زیاد عن أبي ھریرة رضي الله عنه قال قلت یا رسول الله متی یکون الرجل فقیھا عالما قال من حفظ علی أمتي أربعین حدیثا من أمر دینھا بعثه الله یوم القیامة فقیھا عالما''۔

حضرت ابو ہریرۃؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے میری امت میں، اپنے دینی امور کی ''۴۰'' احادیث یاد کی ہوگی اور اللہ تعالی اسکو قیامت کے دن عالم وفقیہ بنا کر اٹھائے گا۔ (**المتفق والمفترق للخطیب: ج۲: ص۹۷۷**)،

<u>**سند کی تحقیق:**</u>

(۱) امام احمد بن علی بن ثابت، ابوبکر خطیب البغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) ثقہ، حافظ المشرق ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۱۰: ص ۱۷۵، کتاب الثقات للقاسم: ج۱: ص۴۱۹**)،

(۲) عبد العزیز بن محمد بن الحسین، ابوالقاسم القطانؒ (م ۴۵۸ھ) صدوق ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۱۰: ص۹۸**)،

(۳) عبید اللہ بن احمد بن علی، ابوالقاسم المقریؒ (م ۳۹۸ھ) ثقہ ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۸: ص۷۸۹**)،

(۴) یحیی بن الحسن بن عمر کا تعین نہیں ہو سکا،

(۵) زید بن اسماعیل الصائغؒ صدوق ہیں۔(کتاب الثقات للقاسم: ج۴: ص۱۷۳، تاریخ الاسلام: ج۶: ص۵۴۶)،

(۶) شجاع بن الولید بن قیس السکونیؒ (م۲۰۵ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۷۵۰)،

(۷) حمید بن مہران الکندیؒ، سنن الترمذی وابن ماجہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تقریب: رقم ۱۵۶۰)، اور ان کے متابع میں شجاع کے والدِ گرامی، الولید بن قیس السکونیؒ بھی ثقہ ہیں۔(تقریب: رقم ۷۴۴۹)،

(۸) زیاد بن ابی زیاد کا ترجمہ، المتفق و المفترق للخطیب: ج۲: ص۹۷۷، پر موجود ہے اور زیاد سے حمید بن مہران الکندیؒ اور الولید بن قیس السکونیؒ نے روایت لی ہے، جیسا کہ گزر چکا۔

اور حافظ خطیبؒ (م۴۶۳ھ) نے کہا: ''ذکر زیاد بن رباح القیسی ۔۔۔۔ وھو زیاد بن ابی زیاد'' یعنی زیاد بن رباح القیسی ہی زیاد بن ابی زیاد ہے۔(موضح الاوہام: ج۲: ص۱۰۱-۱۰۲)،

لہذا یہاں زیاد بن ابی زیاد سے مراد، ثقہ راوی، زیاد بن رباح القیسی ہی ہے، کیونکہ وہ بھی حضرت ابو ہریرۃؓ کے شاگرد ہیں۔(تقریب: رقم ۲۰۷۴، تہذیب الکمال: ج۹: ص۴۶۲)،

لہذا زیادؒ، ثقہ ہیں۔

(۹) حضرت ابو ہریرۃؓ (م۵۸ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔(تقریب)

حکم:

اس سند کے تمام روات ثقہ ہیں، سوائے یحیی بن الحسن بن عمر کے۔

لہذا یہ سند ضعیف ہے، مگر ضعفِ شدید نہ ہونے کی وجہ سے، اس حدیث کو فضائل میں ذکر کیا جا سکتا ہے۔

نوٹ:

تاہم ایک اور سند ملی ہے، چنانچہ محدث ابو بکر احمد بن مروان الدینوریؒ (م۳۳۳ھ) نے ''المجالسة و جواهر العلم'' نے کہا:

نا أبو بكر بن بنت معاوية بن عمرو، نا شجاع بن الوليد، نا أبي عن زياد بن أبي زياد، عن أبي هريرة، قال: قلت: يا رسول الله! متى يكون الرجل فقيها أو عالما؟ فقال: من حفظ على أمتي أربعين حديثا من أمر دينها يبعث يوم القيامة فقيها عالما۔(المجالسة و جواهر العلم: ج۷: ص۱۶۴، ت مشہور)،

مگر اس سند میں صاحب کتاب، ابو بکر احمد بن مروان الدینوریؒ (م۳۳۳ھ) پر دارقطنیؒ نے وضعِ حدیث کا الزام لگایا ہے، جب کہ حافظ قاسم بن مسلمہؒ نے ان کو ثقہ، کثیر الحدیث کہا ہے۔(لسان المیزان: ج۱: ص۶۷۲)،

لہذا یہ حدیث، ضعفِ خفیف ہونے کی وجہ سے، فضائل میں بلا شک وشبہ ذکر کی جاسکتی ہے، واللہ اعلم۔

قوله: قال العلقمي: الحفظ هو ضبط الشيء ومنعه من الضياع فتارة يكون حفظ العلم بالقلب وإن لم يكتب وتارة في الكتاب وإن لم يحفظ بقلبه فلو حفظ في كتابه ثم نقل إلى الناس دخل في وعد الحديث۔ (فضائل اعمال: ج۱: فضائل قرآن مجید: ص۴۸۹، طبع، یاسین بکڈ پو، دہلی، ۱۹۹۹ء، فضائل اعمال ج۱: فضائل قرآن مجید: ص۴۹۷، طبع دینیات، ممبئ)،

أقول: وفی فیض القدیر للمناوی:

قال العلقمي: الحفظ هو ضبط الشيء ومنعه من الضياع فتارة يكون حفظ العلم بالقلب وإن لم يكتب وتارة في الكتاب وإن لم يحفظ بقلبه فلو حفظ في كتابه ثم نقل إلى الناس دخل في وعد الحديث۔ (فیض القدیر: ج۶: ص۱۱۹)،

قوله: قال المناوی: قوله من حفظ على أمتي ای نقل إليهم بطريق التخريج والإسناد، وقيل معنى حفظها أن ينقلها إلى المسلمين وإن لم يحفظها ولا عرف معناها (أربعين حديثًا من السنة) صحاحًا أو حسانًا قيل أو ضعافًا يعمل بها في الفضائل۔ (فضائل اعمال: ج۱: فضائل قرآن مجید: ص۴۸۹، طبع، یاسین بکڈ پو، دہلی، فضائل اعمال ج۱: فضائل قرآن مجید: ص۴۹۷، طبع دینیات، ممبئ)،

أقول: علامہ الشیخ علی بن الشیخ احمد الشہیر بالعزیزیؒ (م ۱۰۷۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

قال المناوی: قوله من حفظ على أمتي ای نقل إليهم بطريق التخريج والإسناد، وقيل معنى حفظها أن ينقلها إلى المسلمين وإن لم يحفظها ولا عرف معناها (أربعين حديثًا من السنة) صحاحًا أو حسانًا قيل أو ضعافًا يعمل بها في الفضائل۔ (السراج المنیر شرح الجامع الصغیر: ج۴: ص۲۸۹)

قوله: حضرت عکرمہؓ، جب کلام پاک پڑھنے کے لئے کھولا کرتے تھے، تو بیہوش ہوکر گر جایا کرتے تھے اور زبان پر جاری ہوجاتا تھا، هذا كلام ربی هذا كلام ربی: (یہ میرے رب کا کلام ہے)۔ (فضائل اعمال: ج۱: فضائل قرآن مجید: ص۴۹۰، طبع، یاسین بکڈ پو، دہلی، فضائل اعمال ج۱: فضائل قرآن مجید: ص۴۹۸، طبع دینیات، ممبئ)،

أقول: محدث ملا علی القاریؒ (م ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

وعن عكرمة رضي الله عنه صحابي جليل حسن إسلامه: بحيث كان إذا فتح المصحف يقول: هذا كلام

ربي ويغشى عليه۔ (**مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح: ج ۷: ص ۲۹۶۶**، طبع دار الفکر، بیروت)،

اوران سے پہلے، شیخ، امام، حافظ ابوبکر محمد بن ابراہیم الکلاباذی البخاریؒ (**م ۳۸۰ھ**) نے کہا:

’’**وعكرمة بن أبي جهل ذهب على وجهه فرارا من الإسلام, كراهة له, حتى بلغ البحر, وله قصة, ثم بلغ من حسن إسلامه أنه كان إذا نشر المصحف يقول: هذا كلام ربي, فيغشى عليه**‘‘۔

عکرمہ بن ابی جہلؓ (**م ۱۳ھ**)، اسلام سے نفرت اور کراہت کی وجہ سے، ابتداء بھاگتے ہوئے نکل گئے، یہاں تک کہ سمندر تک جا پہنچے، ان کا ایک مشہور واقعہ بھی ہے، (جس میں انکے ایمان لانے کا قصہ مذکور ہے)، پھر ان کے اعلی درجہ کا اسلام اور حسنِ ایمان کا یہ حال ہوا کہ جب وہ قرآنِ مجید کھولتے تو کہتے: یہ میرے رب کا کلام ہے، اور (اللہ کے کلام کی عظمت سے متاثر ہوکر اور شاید اپنی غلطیوں کو یاد کرکے)، ان پر غشی طاری ہوجاتی تھی۔ (**بحر الفوائد للکلاباذی: ص ۱۷۳**، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)،

<u>نوٹ:</u>

قریب قریب، ان ہی الفاظ کے ساتھ، امام ابوعبداللہ الحاکمؒ (**م ۴۰۵ھ**) نے، مع سند، روایت نقل کی ہے، چنانچہ کہا:

’’**أخبرني أبو بكر بن إسحاق، أنا إسماعيل بن إسحاق، ثنا سليمان بن حرب، ثنا حماد بن زيد، عن أيوب، عن ابن أبي مليكة قال: كان عكرمة بن أبي جهل يأخذ المصحف فيضعه على وجهه ويبكي ويقول: » كلام ربي كتاب ربي**‘‘۔

ابن ابی ملیکہؒ نے کہا: عکرمہ بن ابی جہلؓ (**م ۱۳ھ**)، قرآن لیکر، اپنے چہرے رکھ لیتے اور روتے روتے، فرماتے تھے کہ یہ میرے رب کا کلام ہے۔ (**المستدرک للحاکم مع تلخیص الذہبی: ج ۳: ص ۲۷۱**)،

<u>**حکم:**</u>

اس روایت کے تمام روات ثقہ ہیں، البتہ سند مرسل ہے، کیونکہ عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکۃؒ (**م ۱۱۷ھ**)، نے عکرمہ بن ابی جہلؓ (**م ۱۳ھ**)، کو نہیں پایا، واللہ اعلم۔

<u>**قولہ:**</u> صوفیاء نے لکھا ہے: کہ جو شخص اپنے کو قراءت کے آداب سے قاصر سمجھتا رہے گا، وہ قرب کے مراتب میں ترقی کرتا رہیگا اور جو اپنے کو رضا وعجب کی نگاہ سے دیکھے گا، وہ ترقی سے دور ہوگا۔ (**فضائل اعمال: ج ۱: فضائل قرآن مجید: ص ۴۹۰**، طبع، یاسین بکڈپو، دہلی، **فضائل اعمال ج ۱: فضائل قرآن مجید: ص ۴۹۸-۴۹۹**، طبع دینیات، ممبئی)،

<u>**أقول:**</u> حجت الاسلام، امام ابوحامد الغزالیؒ (**م ۵۰۵ھ**) نے کہا: ’’**فإذا رأى نفسه بصورة التقصير في القراءة كان رؤيته سبب قربه فإن من شهد البعد في القرب لطف به في الخوف حتى يسوقه الخوف إلى درجة أخرى في القرب وراءها**

و من شهد القرب في البعد مكر به بالأمن الذي يفضيه إلى درجة أخرى في البعد أسفل مما هو فيه و مهما كان مشاهدا نفسه بعين الرضا صار محجوبا بنفسه فإذا جاوز حد الالتفات إلى نفسه و لم يشاهد إلا الله تعالى في قراءته كشف له سر الملكوت''۔(احیاءعلوم الدین: ج۱:ص۲۸۸)،

قوله: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شب تمام رات، اس آیت کو پڑھ کر گزار دی:

(إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ)۔(فضائل اعمال: ج۱: فضائل قرآن مجید: ص۴۹۱، طبع، یاسین بکڈپو، دہلی، فضائل اعمال ج۱: فضائل قرآن مجید: ص۵۰۰، طبع دینیات، ممبئی)،

أقول: ملاعلی قاریؒ (م۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ: وعن أبي ذر قال: قام رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى أصبح بآية و الآية: (إن تعذبهم فإنهم عبادك وإن تغفر لهم فإنك أنت العزيز الحكيم)۔(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح: ج:۳:ص۹۱۲)،

- اور امام ابوعبداللہ، محمد بن یزید القزوینیؒ (م۲۷۳ھ) نے یہ حدیث، باب ما جاء فی القراءۃ فی صلاۃ اللیل میں یوں ذکر کی ہے:

حدثنا بكر بن خلف أبو بشر قال: حدثنا يحيى بن سعيد، عن قدامة بن عبد الله، عن جسرة بنت دجاجة، قالت: سمعت أبا ذر، يقول: قام النبي صلى الله عليه و سلم بآية حتى أصبح يرددها، والآية: إن تعذبهم فإنهم عبادك و إن تغفر لهم فإنك أنت العزيز الحكيم۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، نماز میں ایک آیت پڑھتے رہے، یہاں تک کہ صبح ہوگئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم، اسی آیت کو بار بار دہراتے رہے۔ اور وہ آیت یہ ہے:

إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔

اے اللہ! اگر تو انہیں عذاب دے، تو یہ تیرے بندے ہیں، اور اگر تو انہیں بخش دے، تو یقیناً تو ہی غالب اور حکمت والا ہے۔(سنن ابن ماجہ: ج۲: ص۲۷۳: حدیث نمبر ۱۳۵۰، ت شعیب الارنوؤط)،

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوعبداللہ، محمد بن یزید القزوینیؒ (م۲۷۳ھ) احد الائمۃ، حافظ، مصنف ہیں۔(تقریب: رقم ۶۴۰۹)

(۲) ابوبشر، بکر بن خلف البصریؒ (م بعد ۲۴۰ھ) سنن ابی داؤد، و ابن ماجہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۷۳۸)،

(۳) امام یحیٰ بن سعید القطان البصریؒ (م۱۹۸ھ) کتب ستہ کے راوی، ثقہ، حافظ، متقن ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۵۵۷**)

(۴) ابوروح، قدامۃ بن عبداللہ بن عبدۃ العامری الکوفیؒ سنن نسائی وابن ماجہ کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۵۵۲۷**)،

(۵) جسرۃ بنت دجاجہ العامریۃ الکوفیۃؒ سنن ثلاثۃ ماخلا الترمذی کی راویہ، اور صدوقۃ، حسنۃ الحدیث ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۸۵۵۱**)،

(۶) ابوذر، جندب بن جنادہ الغفاریؓ (م۳۲ھ) کتب ستہ کے راوی اور مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۸۰۸۷**)

حکم:

اس سند کے تمام روات، ثقہ، صدوق ہیں اور محقق، محدث شعیب الارنؤوطؒ (م۱۴۳۸ھ) نے اس سند پر حسن لذاتہ کا حکم لگایا ہے، نیز امام ابوعبداللہ الحاکمؒ (م۴۰۵ھ) اور حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ (**المستدرک للحاکم مع تلخیص الذہبی: ج۱: ص۳۶۷، حدیث نمبر ۸۷۹**)، حافظ نورالدین الہیثمیؒ (م۸۰۷ھ) نے کہا: ''رواہ أحمد والبزار، ورجالہ ثقات''۔ (**مجمع الزوائد: حدیث نمبر ج۲: ص۲۷۳، حدیث نمبر ۳۶۴۵**)، اور یہی بات حافظ ابن حجر العسقلانیؒ (م۸۵۲ھ) نے کہا: ''ورواتہ ثقات''۔ (**نتائج الافکار: ج۳: ص۱۹۷**)، حافظ ابوالعباس البوصیریؒ (م۸۴۰ھ) نے کہا: ''ھذا إسناد صحیح رجالہ ثقات''۔ (**مصباح الزجاجۃ: ج۱: ص۱۵۹، ت الکشناوی**)،

<u>**قولہ:**</u> سعید بن جبیرؒ نے ایک رات اس آیت کو پڑھ کر صبح کردی۔

وامتازوا الیوم أیھا المجرمون۔

او، مجرمو، آج قیامت کے دن، فرمانبرداروں سے الگ ہوجاؤ۔ (**فضائل اعمال: ج۱: فضائل قرآن مجید: ص۴۹۱-۴۹۲**، طبع، یاسین بکڈپو، دہلی، **فضائل اعمال ج۱: فضائل قرآن مجید: ص۵۰۰**، طبع دینیات، ممبئی)،

<u>**أقول:**</u> حافظ ابوالفیض، محمد بن محمد الزبیدیؒ (م۱۲۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ

قام سعید بن جبیر لیلۃ بھذہ الآیۃ یرددھا وامتازوا الیوم أیھا المجرمون۔ (**اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین: ج۴: ص۵۳۰**)،

اورصدوق، صاحب التصانيف، امام ابوبکر ابن ابی الدنیاؒ (م ۲۸۱ھ) نے کہا:!

حدثني محمد بن الحسين، [۱] حدثنا موسى بن داود، حدثنا حبان بن علي، عن يحيى بن عبد الرحمن، قال: سمعت سعيد بن جبير يردد هذه الآية حتى يصبح: {وامتازوا اليوم أيها المجرمون}۔ (کتاب التہجد وقیام اللیل: ج ۲: ص ۴۷، ت الحمادة)،

<u>سند کی تحقیق:</u>

اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، سوائے حبان بن علیؒ (م ۱۷۱ھ) اور یحیی بن عبدالرحمٰن بن ابی لبیبۃ کے، وہ دونوں ضعیف ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱۰۷۶، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: ج ۹: ص ۱۶۶، نیز دیکھئے کتاب التہجد وقیام اللیل لابن ابی الدنیا: ج ۱: ص ۱۵۸**، ت مصلح الحارثی، طبع مکتبۃ الرشد، الریاض)،

<u>قولہ:</u> مسئلہ: اتنے قرآن شریف کا حفظ کرنا جس سے نماز ادا ہوجائے ہر شخص پر فرض ہے اور تمام کلام پاک کا حفظ کرنا فرض کفایہ ہے، اگر کوئی بھی العیاذ باللہ حافظ نہ رہے تو تمام مسلمان گنہگار رہیں۔ (**فضائل اعمال: ج ۱: فضائل قرآن مجید: ص ۲۹۴**، طبع، یاسین بکڈپو، دہلی، **فضائل اعمال ج ۱: فضائل قرآن مجید: ص ۵۰۰**، طبع دینیات، ممبئی)،

<u>أقول:</u> امام ابوالحسن نورالدین علی بن محمد الملا القاریؒ (م ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

قلت: من المعلوم بقرينة المقام المفهوم أن مراده من كل إنسان حفظ القرآن مع إفادة زيادة إطلاقه الإشارة إلى وجوب تفقد القرآن قليلا أو كثيرا، إن حفظ القرآن من فروض الكفايات، فيخاطب به كل الأمة في كل زمن، نعم إن حفظه جمع منهم يقوم بهم الكفاية سقط الحرج عن جميعهم، وإلا أثموا كلهم۔ (مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح: كتاب فضائل القرآن: ج ۴: ص ۱۴۹۴)

<u>قولہ:</u> زرکشیؒ سے ملا علیؒ نے نقل کیا ہے کہ جس شہر یا گاؤں میں کوئی قرآن پاک پڑھنے والا نہ ہو، تو سب گنہگار رہیں۔ (**فضائل اعمال: ج ۱: فضائل قرآن مجید: ص ۲۹۴**، طبع، یاسین بکڈپو، دہلی، **فضائل اعمال ج ۱: فضائل قرآن مجید: ص ۵۰۰**، طبع دینیات، ممبئی)،

<u>أقول:</u> امام ابوالحسن نورالدین علی بن محمد الملا القاریؒ (م ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

---

[۱] محمد بن الحسین سے مراد، محمد بن الحسین، ابوجعفر البرجلانیؒ (م ۲۳۸ھ) صدوق، حافظ ہیں۔ (**لسان المیزان: ج ۷: ص ۸۶، کتاب الثقات للقاسم: ج ۸: ص ۲۵۳، سیر: ج ۱۱: ص ۱۱۲**)،

قال الزركشي: وإذا لم يكن في البلد أو القرية من يتلو القرآن أثموا بأسرهم۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح: کتاب فضائل القرآن: ج۴: ص۱۴۷۶)،

اور حافظ ابوعبداللہ، بدرالدین، محمد بن عبداللہ الزرکشیؒ (م۷۹۴ھ) کا یہ کلام، ان کی کتاب البرہان فی علوم القرآن: ج۱: ص۴۵۶، ت محمد ابوالفضل ابراہیم، پر موجود ہے۔

[فضائل قرآن، کی حدیث نمبر ''۱''، کے تحت، احادیث وآثار وغیرہ کی تخریج وتحقیق]

قولہ: عن عثمان رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خيركم من تعلم القرآن وعلمه۔ (فضائل اعمال: ج۱: فضائل قرآن مجید: ص۴۹۲، طبع، یاسین بکڈ پو، دہلی، فضائل اعمال ج۱: فضائل قرآن مجید: ص۵۰۰، طبع دینیات، ممبئی)،

أقول: حضرت شیخ الحدیثؒ (م۱۴۰۲ھ)، خود اس حدیث کی تخریج میں کہتے ہیں کہ:

''رواه البخاری، و ابو داؤد، و الترمذی، و النسائی، و ابن ماجه، هكذا فی الترغيب و عزاه الی مسلم ايضاً لكن الحافظ فی الفتح عن أبی العلاء ان مسلما سكت عنه''۔ (ایضاً)،

اور امام بخاریؒ (م۲۵۶ھ) نے یہ حدیث، کتاب فضائل القرآن، باب: خیر کم من تعلم القرآن و علمه میں یوں ذکر کی ہے:

حدثنا حجاج بن منهال، حدثنا شعبة، قال: أخبرني علقمة بن مرثد، سمعت سعد بن عبيدة، عن أبي عبد الرحمن السلمي، عن عثمان رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خيركم من تعلم القرآن وعلمه۔ (صحیح البخاری: ج۶: ص۱۹۲، حدیث نمبر ۵۰۲۷، ت محمد زہیر الناصر)،

قولہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا ارشاد، حدیث مذکور کی تائید کرتا ہے، جو سعید بن سلیم سے مرسلا منقول ہے کہ جو شخص قرآن شریف کو حاصل کرے اور پھر کسی دوسرے شخص کو جو کوئی اور چیز عطا کیا گیا ہو، اپنے سے افضل سمجھے، تو اس نے حق تعالیٰ شانہ کے اس انعام کی جو اپنے کلام کی وجہ سے، اس پر فرمایا ہے، تحقیر کی ہے۔ (فضائل اعمال: ج۱: فضائل قرآن مجید: ص۴۹۳، طبع، یاسین بکڈ پو، دہلی، فضائل اعمال ج۱: فضائل قرآن مجید: ص۵۰۱، طبع دینیات، ممبئی)،

أقول: حافظ ابوالفیض، محمد بن محمد الزبیدیؒ (م۱۲۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قرأ القرآن ثم رأى ان أحدا أوتي أفضل مما أوتي فقد استصغر ما عظمه الله تعالى۔ (اتحاف السادة المتقين بشرح احياء علوم

الدین: ج:۴: ص۴۹۶)۔

اور سعید بن سلیمؒ کی مرسل روایت کی سند نہیں ملی، مگر امام ابوالقاسم، سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م۳۶۰ھ) نے اس حدیث کو متصل سند کے ساتھ اپنی کتاب (المعجم الکبیر) میں مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص میں یوں ذکر کی ہے:

حدثنا محمد بن إسحاق بن راهويه، ثنا أبي، ثنا عيسى ابن يونس، ويحيى بن أبي الحجاج التميمي، عن إسماعيل بن رافع، عن إسماعيل بن عبيدالله بن ابی المهاجر، عن عبد الله بن عمرو، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: من قرأ القرآن فكأنما استدرجت النبوة بين جنبيه، غير أنه لا يوحى إليه. ومن قرأ القرآن فرأى أن أحدا أعطي بأفضل مما أعطي، فقد عظم ما صغر الله، وصغر ما عظم الله۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے قرآن پڑھا، گویا نبوت اس کے سینے میں رکھ دی گئی، البتہ اس کی طرف وحی نہیں کی جاتی اور جس نے قرآن پڑھا، پھر اس نے یہ سمجھا کہ کسی کو اس سے بہتر چیز دی گئی ہے، جو اسے دی گئی ہے، تو اس نے اس چیز کو بڑا سمجھا جسے اللہ نے چھوٹا رکھا ہے، اور اس چیز کو چھوٹا سمجھا، جسے اللہ نے بڑا کیا ہے۔ (**المعجم الکبیر للطبرانی: ج:۱۳: ص۶۴۹، حدیث نمبر ۱۴۵۷۵**)۔

سند کی تحقیق:

(۱) ابوالقاسم، سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م۳۶۰ھ) حافظ، ثبت، ثقہ، امام ہیں۔ (**ارشاد القاصی والدانی الی تراجم شیوخ الطبرانی: ص۳۶**)،

(۲) ابوالحسن، محمد بن اسحاق بن راہویہ الحنظلیؒ (م۲۹۴ھ) ثقہ، امام، حافظ، فقیہ ہیں۔ (**ارشاد القاصی والدانی الی تراجم شیوخ الطبرانی: ص۵۱۰-۵۱۱**)،

(۳) ابومحمد، اسحاق بن ابراہیم بن مخلد الحنظلیؒ (م۲۳۸ھ) صحیحین، سنن ثلاثہ ما خلا ابن ماجہ کے راوی، ثقہ، حافظ، مجتہد ہیں۔ (**تقریب: رقم ۳۳۲**)،

نوٹ:

یہی روایت، امام اسحاق بن راہویہؒ (م۲۳۸ھ) نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے۔ (**مسند الامام اسحاق بن راہویہ بحوالہ تخریج أحادیث الکشاف: ج۲: ص۲۱۷-۲۱۸**)،

(۴) ابوعمرو، عیسی بن یونس السبیعیؒ (م۱۸۷ھ) کتب ستہ کے راوی، ثقہ مامون، **أحد الأعلام فی الحفظ و العبادة** ہیں، (**تقریب: رقم ۵۳۴۱، الکاشف: رقم ۵۳۴۱**) اور ان کے متابع میں لین الحدیث، یحیی بن ابی الحجاج البصریؒ (م قبل ۲۱۰ھ) موجود ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۵۲۷**)،

(۵) ابورافع، اسماعیل بن رافع بن عویمر الانصاری المدنیؒ (م ۱۵۰ھ) سنن الترمذی وسنن ابن ماجہ کے راوی اور ضعیف الحفظ ہے۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۴۴۲)،

(۶) ابوعبدالحمید، اسماعیل بن عبیداللہ بن ابی المھاجر الدمشقیؒ (م ۱۳۱ھ) کتب خمسہ ما خلا الترمذی کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۴۶۶)،

(۷) ابومحمد، عبداللہ بن عمرو بن العاص القرشی السہمیؓ (م ۶۹ھ) کتب ستہ کے راوی اور مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۴۹۹)

حکم:

اس سند میں ابورافع اسماعیل بن رافع ضعیف راوی ہے، مگر یہی روایت موقوفاً، حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے ثابت ہے، چنانچہ ثبت، حافظ ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے کہا:

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، حدثنا العباس بن محمد الدوري، حدثنا محمد بن عبيد، حدثنا محرز أبو رجاء الشامي، عن إسماعيل بن عبيد الله، قال: قال عبد الله بن عمرو: "من قرأ القرآن فكأنما استدرجت النبوة بين جنبيه إلا أنه لا يوحى إليه، ومن أعطي القرآن فظن أن أحدا أعطي أفضل مما أعطي فقد حقر ما عظم الله، وعظم ما حقر الله، وليس ينبغي لحامل القرآن أن يحد فيمن يحد ولا يجهل فيمن يجهل، ولكن ليعف وليصفح لحق القرآن" "هكذا جاء موقوفا۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ (م ۶۹ھ) کہتے ہیں: کہ

جس شخص نے قرآن پڑھا، گویا اس کے سینے میں نبوت کو سمیٹ لیا گیا، مگر یہ کہ اس کی طرف وحی نہیں آتی۔ اور جسے قرآن عطا کیا گیا، پھر اس نے گمان کیا کہ کسی اور کو اس سے بہتر چیز دی گئی ہے جو اسے دی گئی ہے، تو اس نے اس چیز کو حقیر سمجھا جسے اللہ نے عظیم بنایا ہے، اور اس چیز کو عظیم سمجھا جسے اللہ نے حقیر کیا ہے۔ اور حاملِ قرآن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ جھگڑا کرنے والوں کے ساتھ جھگڑا کرے، اور نہ جاہلوں کے ساتھ جہالت کرے، بلکہ اسے چاہیے کہ معاف کرے اور درگزر کرے، قرآن کے حق کی وجہ سے۔ (شعب الایمان للبیہقی: ج ۴: ص ۱۷۷، حدیث نمبر ۲۳۵۲)،

حکم:

یہ روایت حکماً مرفوع ہے، کیونکہ صحابیؓ، اپنے اجتہاد سے یہ بات نہیں کہہ سکتے، جیسا کہ اصول مقرر ہے، اور اس سند کے تمام رواۃ ثقہ ہیں، اور محرز، ابورجاء بھی ثقہ ہیں، مگر ان پر تدلیس کا الزام ہے۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۵۰۲)، اور یہاں انہوں نے سماع کی صراحت نہیں کی، لیکن اس روایت کی ایک اور سند، صدوق، عالم، المرشد باللہ، یحیی بن الحسین الشجری الجرجانی

(م ۹۹ ۴ھ) نے ذکر کی ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ

أخبرنا أبو نصر إبراهيم بن محمد بن علي الكسائي، بقراءتي عليه، قال: حدثنا أبو بكر محمد بن أحمد بن محمد بن حشيش المعدل، قراءة عليه، قال: أخبرنا أبو جعفر محمد بن علي بن مجلد الفرقدي الداركي، قال: حدثنا إسماعيل بن عمرو البجلي، قال: حدثنا علي بن هاشم، عن إسماعيل بن عبد الله بن المهاجر، عن عبد الله بن عمرو، قال: من قرأ القرآن فكأنما استدرجت النبوة بين جنبيه إلا أنه لا يوحى إليه ومن قرأ القرآن فرأى أن أحدا أعطي مثل ما أعطي فقد صغر ما عظم الله وعظم ما صغر الله، وليس ينبغي لحامل القرآن أن يجد فيمن يجد، أو يجهل فيمن يجهل ولكن يغضي، أو يصفح لحق القرآن۔

عبداللہ بن عمروؓ (م ۶۹ھ) کہتے ہیں کہ

جس شخص نے قرآن پڑھا، گویا اس کے سینے میں نبوت کو سمیٹ لیا گیا، البتہ اس کی طرف وحی نہیں آتی اور جس نے قرآن پڑھا، پھر اس نے یہ سمجھا کہ کسی کو بھی وہی (یا ویسی) چیز دی گئی ہے، جو اسے دی گئی ہے، تو اس نے اس چیز کو چھوٹا سمجھا جسے اللہ نے بڑا کیا ہے، اور اس چیز کو بڑا سمجھا جسے اللہ نے چھوٹا کیا ہے اور حاملِ قرآن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ کسی غصہ کرنے والے کے ساتھ غصہ کرے، یا جاہل کے ساتھ جہالت کرے، بلکہ اسے چاہیے کہ درگزر کرے اور معاف کردے، قرآن کے حق کی وجہ سے۔(ترتیب الأمالی الخمیسیة للشجزی: ج۱: ص ۹۲، طبع عالم الکتاب، بیروت)، [۱]

حکم:

اس سند کے تمام رواۃ ثقہ یا صدوق ہیں، سوائے اسماعیل بن عمرو البجلی (م ۲۲۷ھ) کے، وہ مختلف فیہ ہے، بعض نے توثیق اور اکثر نے جرح کی ہے، لہذا وہ ضعیف ہے۔(لسان المیزان: ج ۲: ص ۱۵۵)، اور علی بن ہاشم کے اور اگر یہ صدوق راوی، علی بن ہاشم البریدی (م ۱۸۰ھ) ہیں، (تحریر تقریب التہذیب: رقم)، تو ماقبل کی سند میں محرز، ابو رجاء پر تدلیس کا الزام مرجوح ہوگا، واللہ اعلم۔

نیز اس روایت کے مضمون کی تائید، مستدرک للحاکم کی روایت سے بھی ہوتی ہے، جس کی تفصیل ص: ۱۳، پر موجود ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث عبداللہ بن عمروؓ، حسن لغیرہ درجہ کی ہوگی۔

---

[۱] مطبوعہ نسخہ میں عبداللہ بن عمر ہے، جو کہ کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے، کیونکہ اکثر مصادر میں عبداللہ بن عمرو ہی ہے، واللہ اعلم۔

نوٹ: مرشد باللہ، یحیی بن الحسین الشجزی الجرجانی (م ۴۹۹ھ) اگرچہ زیدی ہے، مگر روایتِ حدیث میں ائمہ نے ان کو صدوق مانا ہے، تفصیل کے لئے مجمع الآداب فی معجم الالقاب لابن الفوطی الشیبانی: ج ۵: ص ۱۹۳۔

قوله: دوسری حدیث سے ملا علی قاریؒ نے بیان کیا ہے کہ جس شخص نے کلام پاک کو حاصل کرلیا، اس نے علوم نبوت اپنی پیشانی کے درمیان جمع کرلیا۔(**فضائل اعمال: ج۱: فضائل قرآن مجید: ص ۴۹۳**، طبع، یاسین بکڈپو، دہلی، **فضائل اعمال ج۱: فضائل قرآن مجید: ص۵۰۱**، طبع دینیات، ممبئی)۔

أقول: امام ابوالحسن نورالدین علی بن محمد الملا القاریؒ (م ۱۰۱۴ھ) نے یہ حدیث کتاب فضائل القرآن میں یوں ذکر کی ہے: من قرأ القرآن فقد استدرج النبوة بین جنبیه غیر أنه لا یوحی إلیه۔(**مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح: کتاب فضائل القرآن: ج۴: ص۱۴۷۰**)۔

اور ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ بن محمد الطہمانی النیساپوری الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے اس حدیث کو سند کے ساتھ کتاب فضائل القرآن، باب أخبار فی فضائل القرآن جملة میں یوں ذکر کی ہے:

أخبرنا ابو جعفر محمد بن محمد بن عبدالله البغدادی، ثنا یحیی بن عثمان بن صالح السهمي، ثنا عمرو بن الربیع بن طارق، ثنا یحیی بن أیوب، ثنا خالد بن أبي یزید، عن ثعلبة بن یزید، عن عبد الله بن عمرو بن العاص، أن رسول الله صلی الله علیه وسلم، قال: من قرأ القرآن فقد استدرج النبوة بین جنبیه غیر أنه لا یوحی إلیه، لا ینبغي لصاحب القرآن أن یحد مع من حد، ولا یجهل مع من جهل وفي جوفه کلام الله تعالی۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے قرآن پڑھا، اس نے گویا نبوت کو اپنے سینے میں سمیٹ لیا، البتہ اس پر وحی نازل نہیں ہوتی۔ قرآن والے کے شایانِ شان نہیں کہ وہ کسی کے ساتھ سختی کرے جو اس کے ساتھ سختی کرے، اور نہ وہ جہالت کرے اس کے ساتھ جو جہالت کرے، جبکہ اس کے سینے میں اللہ تعالیٰ کا کلام موجود ہے۔(**المستدرک علی الصحیحین: ج۱: ص۷۳۸، حدیث نمبر ۲۰۲۸**)۔

سند کی تحقیق:

(۱) ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ الحاکم النیساپوریؒ (م ۴۰۵ھ) ثقہ، حافظ، امام المحدثین ہیں۔(**الروض الباسم فی تراجم شیوخ الحاکم: ج۱: ص۹۸**)۔

(۲) ابوجعفر، محمد بن محمد بن عبداللہ الرازی البغدادیؒ (م ۳۴۳ھ) ثقہ، ثبت ہیں۔(**الروض الباسم فی تراجم شیوخ الحاکم: ج۲: ص۱۲۳۲**)۔

(۳) یحیی بن عثمان بن صالح السہمیؒ (م ۲۸۲ھ) سنن ابن ماجہ کے راوی اور صدوق ہیں۔(**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۷۶۰۵**)۔

(۴) ابوحفص، عمرو بن ربیع بن طارق الکوفیؒ (م ۲۱۹ھ) صحیحین، سنن ابی داؤد کے راوی اور ثقہ ہیں۔(**تقریب: رقم ۵۰۳۰**)

(۵) ابوالعباس، یحیٰ بن ایوب الغافقی المصریؒ (م ۱۶۸ھ) کتب ستہ کے راوی اور صدوق ہیں۔(تحریر تقریب التہذیب:۷۵۱۱)

(۶) ابوعبدالرحیم، خالد بن یزید الجمحیؒ (م ۱۳۹ھ) کتب ستہ کے راوی ثقہ اور فقیہ ہیں۔(تقریب:۱۶۹۱)

(۷) ثعلبۃ بن ابی الکنود سے مراد، ثعلبۃ بن ابی الکنود یزید ہیں۔(المستدرک للحاکم مع حاشیۃ الشقیری: ج۱:ص۷۵۰، ۲۰۸۰، ت مقبول)،

اور ثعلبۃ بن ابی الکنودؒ، سے "۲"، لوگوں نے روایت لی ہے۔(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: ج ۲:ص ۴۶۳)،

اور حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) اور حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م ۸۷۹ھ) نے اپنی اپنی "الثقات" میں شمار کیا ہے۔(کتاب الثقات لابن حبان: ج ۴:ص ۹۹، کتاب الثقات للقاسم: ج ۳:ص ۱۳۳)،

نیز امام ابوعبداللہ الحاکم نے انکی حدیث المستدرک میں ذکر کی ہے اور کہا "هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه"۔

لہذا وہ صدوق، حسن الحدیث ہیں۔(دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۱۶:ص ۳۱)،

(۸) ابومحمد، عبداللہ بن عمرو بن العاص القرشی السہمیؓ (م ۶۹ھ) کتب ستہ کے راوی اور صحابی ہیں۔(تقریب: رقم ۳۴۹۹)

حکم:

اس سند میں تمام روۃ ثقہ اور صدوق ہیں اور اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد، امام ابوعبداللہ الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے کہا: "هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه"، کما مر، اور محدث ملا علی القاریؒ (م ۱۰۱۴ھ) نے بھی صحیح کہا ہے۔(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن: ج ۴:ص ۱۴۷۲)،

قولہ: سہل تستریؒ فرماتے ہیں کہ حق تعالی شانہ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ اس کے کلام پاک کی محبت قلب میں ہو۔(فضائل اعمال: ج۱: فضائل قرآن مجید: ص ۳۹۴، طبع، یاسین بکڈپو، دہلی، فضائل اعمال ج۱: فضائل قرآن مجید: ص ۵۰۱، طبع دینیات، ممبئ)،

أقول: حافظ ابوالفیض، محمد بن محمد الزبیدیؒ (م ۱۲۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ: قد فسره سهل بن عبد الله التستري رحمه الله تعالى فقال علامة حب الله حب القرآن۔(اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین: ج:۴:ص ۴۹۶)

اور ان سے پہلے، شیخ الصوفیۃ، سہل بن عبداللہ التستریؒ (م ۲۸۳ھ) کا قول، صاحب قوت القلوب، مشہور مصنف ابو طالب المکیؒ (م ۳۸۶ھ) نے نقل کیا ہے، چنانچہ انہوں نے کہا:

''وقال سهل بن عبد الله: علامة حبّ الله حبّ القرآن''۔ (**قوت القلوب: ج۲: ص۸۸، ت عاصم الکیالی**)۔

قوله: شرح احیاء میں ان لوگوں کی فہرست میں جو قیامت کے ہولناک دن میں عرش کے سایہ کے نیچے رہیں گے، ان لوگوں کو بھی شمار کیا ہے، جو مسلمانوں کے بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتے ہیں، نیز ان لوگوں کو بھی شمار کیا ہے، جو بچپن میں قرآن شریف سیکھتے ہیں اور بڑے ہو کر اس کی تلاوت کا اہتمام کرتے ہیں۔ (**فضائل اعمال: ج۱: فضائل قرآن مجید: ص ۴۹۳**، طبع، یاسین بکڈ پو، دہلی، **فضائل اعمال ج۱: فضائل قرآن مجید: ص۵۰۱**، طبع دینیات، ممبئی)۔

أقول: حافظ ابوالفیض، محمد بن محمد الزبیدیؒ (م ۱۲۰۵ھ) نے شرح احیاء علوم الدین میں ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے، جو قیامت کے ہولناک دن میں عرش کے سایہ کے نیچے رہیں گے، ان میں سے ایک ''المعلمين القران اطفال المسلمين'' اور دوسرے ''ورجل تعلم القران في صغره فهو يتأوه في كبره'' ہیں۔ (**اتحاف السادة المتقين بشرح احياء علوم الدين: ج۴: ص ۱۱۴**)۔

اور ''المعلمين القرآن أطفال المسلمين'' اور ''ورجل تعلم القران في صغره فهو يتأوه في كبره'' کے مضمون کی تائید، عقیلیؒ کی ذکر کردہ، روایت سے ہوتی ہے، چنانچہ ثقہ، حافظ ابوجعفر العقیلیؒ (م ۳۲۲ھ) نے کہا:

''**حدثنا محمد بن إسماعيل، حدثنا مسلم بن إبراهيم، حدثنا كثير بن عبد الله اليشكري، حدثني الحسن بن عبد الرحمن بن عوف، عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ثلاثة في ظل العرش: القرآن يحاج العباد, والرحم ينادي: صل من وصلني واقطع من قطعني, والأمانة**''۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ بندے جس کے سلسلے میں قرآن حجت کرے گا، رشتہ جوڑنے والا اور امانت دار، قیامت کے دن عرش کے سائے میں ہونگے۔ (**الضعفاء الكبير للعقيلي: ج۴: ص۵**، نیز دیکھئے **شرح السنة للبغوی: ج۱۳: ص ۲۳**)۔

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوجعفر العقیلیؒ (م ۳۲۲ھ) ثقہ، حافظ ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۷: ص۴۶۷**)۔

(۲) محمد بن اسماعیل بن یوسف الترمذیؒ (م ۲۸۰ھ) سنن الترمذی و سنن ابن ماجہ کے راوی اور ثقہ، حافظ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۷۳۸**)۔

(۳) مسلم بن ابراہیم الازدی الفراہیدیؒ (م ۲۲۲ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، مامون ہیں۔ (**تقریب: رقم ۲۶۱۶**)۔

(۴) کثیر بن عبداللہ الیشکریؒ (م قبل ۱۸۰ھ) سے علی بن المدینیؒ (م ۲۳۴ھ) سمیت کئی حفاظ الحدیث نے روایت لی ہے اور حافظ ابوحاتم نے ''لا بأس به''۔ (**تاریخ الاسلام: ج۴: ص۷۱۰**)۔

نیز ان کو حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) اور حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م ۸۷۹ھ) نے اپنی اپنی ''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔ (**کتاب الثقات لابن حبان: ج ۷: ص ۳۵۴، کتاب الثقات للقاسم: ج ۸: ص ۶۵**)، لہذا یہ صدوق ہیں۔

(۵) الحسن بن عبدالرحمٰن بن عوف القرشیؒ کو حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) اور حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م ۸۷۹ھ) نے اپنی اپنی ''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔ (**کتاب الثقات لابن حبان: ج ۴: ص ۱۲۲، حدیث نمبر ۲۰۹۹، کتاب الثقات للقاسم: ج ۳: ص ۳۶۷**)،

لہذا یہ بھی صدوق ہیں۔

نوٹ:

یادر ہے کہ یہ مشہور عشرہ مبشرہ، صحابی عبدالرحمٰن بن عوف الزہری القرشیؓ (م ۳۲ھ) کے بیٹے نہیں، بلکہ ایک اور صحابی رسول ﷺ، عبداللہ بن عوفؓ کے بیٹے ہیں، جیسا کہ ابوحاتم الرازیؒ (م ۲۷۷ھ) اور ابراہیم بن یعقوب الجوزجانیؒ (م ۲۵۹ھ) نے تصریح کی ہے۔ (**الجرح والتعدیل: ج ۳: ص ۲۳، الاصابۃ: ج ۴: ص ۲۹۳**)،

(۶) الحسن بن عبدالرحمٰن بن عوف القرشی کے والدِ گرامی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے اصحابِ رسول ﷺ میں شمار کیا ہے۔ (**الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ: ج ۴: ص ۲۹۳**)،

حکم:

اس کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، اور یہ سند متصل بھی ہے اور حافظ ابو محمد البغویؒ (م ۵۱۶ھ) نے کہا: ''**هذا حديث صحيح**''۔ (**شرح السنۃ: ج ۱۳: ص ۲۳**)،

اس حدیث کا مضمون، ''**القرآن يحاج العباد**'' کہ وہ بندے جس کے سلسلے میں قرآن حجت کرے گا، ان میں معلم القرآن، شیخ القرآن، قاری القرآن میں وغیرہ داخل ہیں، واللہ اعلم۔

ایک اور روایت:

ثبت، امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں کہ:

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، حدثنا أبو الفوارس شجاع بن جعفر الأنصاري، ببغداد، حدثنا العباس بن محمد الدوري، حدثنا أبو نعيم الفضل بن دكين، حدثنا عبد الله بن عامر الأسلمي، عن سهيل بن أبي صالح، عن أبيه، عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سبعة يظلهم الله تحت ظله يوم لا ظل إلا ظله، إمام مقسط ورجل لقيته امرأة ذات جمال ومنصب فعرضت نفسها عليه فقال: إني أخاف الله رب العالمين، ورجل قلبه

معلق بالمساجد ورجل تعلم القرآن في صغره فهو يتلوه في كبره ورجل تصدق بصدقة بيمينه فأخفاها عن شماله، ورجل ذكر الله في برية ففاضت عيناه خشية من الله عز و جل، ورجل لقي رجلا فقال: إني أحبك في الله فقال: له الرجل وأنا أحبك في الله۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ دے گا، اُس دن جب اُس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا:

- انصاف کرنے والا حاکم،
- وہ شخص جسے کسی خوبصورت اور بااثر عورت نے (برائی کے لیے) بلایا، مگر اس نے کہا: میں اللہ ربّ العالمین سے ڈرتا ہوں،
- وہ شخص جس کا دل مسجدوں کے ساتھ لگا رہتا ہے۔
- **وہ شخص جس نے بچپن میں قرآن سیکھا اور بڑھاپے تک اس کی تلاوت کرتا رہا۔**
- وہ شخص جس نے اپنے دائیں ہاتھ سے صدقہ دیا اور اسے اس قدر چھپایا کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی۔
- وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور (خشیت سے) اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔
- اور وہ شخص جس نے کسی سے ملاقات کر کے کہا: میں تم سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں، تو اس نے جواب دیا: میں بھی تم سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔(**شعب الایمان: ج: ۲: ص ۲۳۱، حدیث نمبر ۷۷۳**)،

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوبکر، احمد بن الحسین البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) امام، ثقہ، ثبت، اور حافظ ہیں۔(**السلسبیل النقی فی تراجم شیوخ البیہقی: ص ۱۶۵**)،

(۲) ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ الحاکم النیساپوریؒ (م ۴۰۵ھ) ثقہ، حافظ، امام المحدثین ہیں۔(**الروض الباسم فی تراجم شیوخ الحاکم: ج ۱: ص ۹۸**)،

(۳) ابوالفوارس، شجاع بن جعفر الانصاری البغدادیؒ (م ۳۵۳ھ) صدوق ہیں۔(**الروض الباسم فی تراجم شیوخ الحاکم: ج: ۱: ص ۵۱۹: ق ۳۹۲**)

(۴) ابوالفضل، العباس بن محمد الدوریؒ (م ۲۷۱ھ) سنن اربع کے راوی اور ثقہ، حافظ ہیں۔(**تقریب: رقم ۳۱۸۹**)

(۵) ابونعیم، الفضل بن دکین الکوفیؒ (م ۲۱۸ھ) کتب ستہ کے راوی ثقہ، ثبت ہیں۔(**تقریب: رقم ۵۴۰۱**)

(۶) ابوعامر، عبداللہ بن عامر الاسلمیؒ (م ۱۵۱ھ)، ابن ماجہ کے راوی اور ضعیف **لكنه ليس بمتروك و حديثه حسن في**

المتابعات ہیں۔(تقریب:رقم۳۴۰۶،فتح الباری:ج۲:ص۱۴۷)،

(۷) ابو یزید،سہیل بن ابی صالح المدنیؒ (م قبل ۱۴۰ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تحریر تقریب:رقم ۲۶۷۵)

(۸) ابوصالح،ذکوان السمان المدنیؒ (م ۱۰۱ھ) کتب ستہ کے راوی،ثقہ اور ثبت ہیں۔(تقریب:رقم ۱۸۴۱)

(۹) ابو ہریرہ الدوسی الیمانیؓ (م ۵۷ھ) کتب ستہ کے راوی اور صحابی ہیں۔(تقریب:رقم ۸۴۲۶)

<u>نوٹ:</u>

اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں،سوائے ابوعامر،عبداللہ بن عامر الاسلمیؒ (م ۱۵۱ھ) کے،وہ ضعیف ہے،مگر متابع میں حسن الحدیث ہیں۔

اس روایت سے بھی قاری القرآن کا قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہونا ظاہر ہے۔

<u>ایک اسرائیلی روایت:</u>

ثقہ،حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) نے کہا:

أخبرنا القاضي أبو أحمد محمد بن أحمد في كتابه قال: ثنا موسى بن إسحاق، ح و حدثنا محمد بن أحمد بن موسى بن محمد بن إسحاق، حدثني أبي، [قالا] ثنا أبو إبراهيم الترجماني إسماعيل بن إبراهيم بن بسام قال: ثنا عصام بن طليق، عن شيبان السدوسي، وفرقد السبخي، وأبان، كلهم رووه، عن كعب، قال: ------ يا موسى من أمر بالمعروف ونهى عن المنكر ودعا الناس إلى طاعتي فله صحبتي في الدنيا وفي القبر، وفي القيامة في ظلي----

حضرت کعب الاحبارؒ (م ۳۲ھ) کہتے ہیں کہ

اے موسیٰ! جو شخص نیکی کا حکم دیتا ہے،برائی سے روکتا ہے،اور لوگوں کو میری اطاعت کی طرف بلاتا ہے،تو اس کے لیے دنیا میں بھی میری رضا ہے،قبر میں بھی،اور قیامت کے دن وہ میرے [عرش] کے سائے میں ہوگا۔(حلیۃ الاولیاء:ج۶:ص۳۶)،

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) امام ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) ثقہ،حافظ ہیں۔(کتاب الثقات للقاسم:ج۱:ص۳۶۵)،

(۲) حافظ محمد بن احمد بن ابراہیم،ابو احمد قاضی العسالؒ (م ۳۴۹ھ)،حافظ،ثقہ،متقن ہیں۔(تاریخ الاسلام:ج۷:ص۸۸۰،کتاب الثقات للقاسم:ج۸:ص۱۱۳)،

(۳) موسیٰ بن اسحاق،ابوبکر الانصاری الخطمیؒ (م ۲۹۷ھ) ثقہ،مسند ہیں۔(تاریخ الاسلام:ج۶:ص۱۰۵۸)،

(۴) اسماعیل بن ابراہیم بن بسام،ابو ابراہیم الترجمانیؒ (م ۲۳۶ھ) سنن النسائی کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تقریب:رقم ۴۱۲)،

(۵) عصام بن طلیق الطفاویؒ ضعیف ہیں۔(تقریب: رقم ۴۵۸۲)، اور حافظ ابو احمد، ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے کہا: ''و أظن أنه عصام بن طليق و عصام بن طليق هذا قليل الحديث، و لاَ أعرف له حديثًا منكرا فأذكره''۔(الکامل لابن عدی: ج ۷: ص ۸۶)،

(۶) شیبان بن زھیر السدوسیؒ (م قبل ۱۶۰ھ)، ثقہ ہیں۔(تاریخ الاسلام: ج ۴: ص ۸۳)، اور ان کے متابع میں صدوق، لین الحدیث راوی، فرقد بن یعقوب السنجیؒ (م ۱۳۱ھ)، اور ابان وغیرہ موجود ہیں۔(تقریب: رقم ۵۳۸۴)،

حکم:

اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، سوائے عصام بن طلیق الطفاوی کے، وہ ضعیف ہے، مگر وہ بھی متابع میں قابل ذکر ہے، واللہ اعلم۔

اس روایت سے بھی، علماء اور معلمین حضرات کا عرش کے سائے میں ہونا ثابت ہوتا ہے، مگر یہ روایت اسرائیلی ہے، لیکن ما قبل کے لئے مؤید ہے، واللہ اعلم۔

ایک اور حدیث:

حافظ المشرق، امام ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) نے اپنی کتاب ''تاریخ بغداد'' میں کہا:

أخبرني الحسن بن محمد الخلال، قال: حَدثنا يوسف بن عمر القواس، قال: حَدثنا أَبو الطيب محمد بن الفرخان قدم علينا، قال: حَدثني أبي الفرخان بن روزبة مولى المتوكل على الله، قال: حَدثنا الحسن بن عرفة، قال: حَدثنا أَبو معاوية الضرير محمد بن خازم، عَن الأعمش، عَن أبي وائل، عن ابن عباس، قال: قال رسولُ الله صَلى الله عَليهِ وسلمَ اللهم اغفر للمعلمين و أطل أعمارهم و أظلهم تحت ظلك فإنهم يعلمون كتابك المنزل۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! معلمین (تعلیم دینے والوں) کی مغفرت فرما، ان کی عمریں دراز کر، اور انہیں اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے، کیونکہ وہ تیری نازل کردہ کتاب قرآن کی تعلیم دیتے ہیں۔(تاریخ بغداد: ج ۱۲: ص ۳۹۵، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)،

اس روایت کو ابو الطیب، محمد بن الفرخان البغدادیؒ (م ۳۶۰ھ) اور ان کے والد کی وجہ سے، بعض ائمہ نے موضوع کہا ہے، جیسا کہ محدث ابو العباس القسطلانیؒ (م ۹۲۳ھ) نے نقل کیا ہے۔(ارشاد الساری: ج ۳: ص ۲۷، طبع قدیم)، مگر اس روایت کا ایک قوی شاہد، ثقہ، ثبت، حافظ ابو طاہر السلفیؒ (م ۵۷۶ھ) نے ذکر کیا ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں:

أخبرنا الشيخ أبو بكر أحمد بن علي بن بدران الفقيه الحلواني، بقراءتي عليه، أنا أبو المظفر هناد بن

إبراهيم النسفي: أخبرنا أبو يعلى الخليل، وأبو علي أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إبراهيم، بقزوين، قالا: أنا أبو الحسن علي بن أحمد بن صالح المقرئ، نا أبو عمر محمد بن عبد الوهاب المروزي، نا أبو القاسم هارون بن عبد الكريم الجرجاني، نا النضر بن شميل، عن عوف بن أبي جميلة، عن عنترة الشيباني، قال: عن علي بن أبي طالب، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "خير الناس المعلمون، كلما خلق الدين جددوه بقراء القرآن، إذا قال للصبي: اقرأ بسم الله الرحمن الرحيم، قال: اشهدوا فإن من قالها كانت له براءة من النار، وإبعادا من العذاب، ونصيبا من الجنة، وقال صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع: اللهم اغفر للمعلمين، وبارك لهم في كسبهم، وأطل أعمارهم، فإنهم يقرءون كتابك ويحيون وصيته۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لوگوں میں سب سے بہترین لوگ معلمین ہیں، جب دین میں کمزوری اور فرسودگی آتی ہے، تو یہ (اساتذہ)، اسے قرآن پڑھانے کے ذریعے تازہ کردیتے ہیں، جب استاد کسی بچے سے کہتا ہے: ''پڑھو: بسم اللہ الرحمن الرحیم'' تو فرمایا: گواہ رہو! جو شخص یہ کہا [یعنی] معلم بن کر لوگوں کو تعلیم دی، اس کے لیے آگ سے براءت، عذاب سے دوری، اور جنت میں حصہ لکھ دیا جاتا ہے اور آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ''اے اللہ! معلمین کو بخش دے، ان کی کمائی میں برکت عطا فرما، اور ان کی عمریں دراز کر، کیونکہ یہ تیرے کلام کو پڑھاتے ہیں اور تیرے دین کو زندہ رکھتے ہیں۔ (**المشیخۃ البغدادیۃ لابی طاہر السّلفی: ج ۲: ص ۲۴۴، حدیث نمبر ۲۲۴۲**، طبع دار الرسالۃ، مصر)،

<u>**سند کی تحقیق:**</u>

(۱) احمد بن محمد بن احمد، ابوطاہر السّلفیؒ (م ۵۷۶ھ) ثقہ، حافظ، حجت ہیں۔ (**لسان المیزان: ج ۱: ص ۶۵۷**)،

(۲) احمد بن علی بن بدران، ابوبکر الحلوانیؒ (م ۵۰۷ھ) ثقہ، صدوق ہیں۔ (**لسان المیزان: ج ۱: ص ۵۴۶، غایۃ النہایۃ: ج ۱: ص ۸۴**)،

(۳) ہناد بن ابراہیم، ابوالمظفر النسفیؒ (م ۴۶۵ھ) کو قاضی المرستان، امام ابوبکر محمد بن عبد الباقی الانصاریؒ (م ۵۳۵ھ) نے ''الشیوخ الثقات'' میں شمار کیا ہے۔ (**أحادیث الشیوخ الثقات: ج ۲: ص ۸۶۲**)،

لیکن ان کی روایت میں اکثر مناکیر و موضوعات ہیں، جیسا کہ لسان المیزان میں ہے۔ (**ج ۸: ص ۳۴۵**)، اور غالباً، انہی مناکیر اور موضوعات نقل کرنے کی وجہ سے، ان کی تضعیف کی گئی اور ان پر کلام کیا گیا ہے، جیسا کہ حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے اشارہ کیا اور امام ابو محمد الطیب بن عبد اللہ بامخرمۃ نے کہا ہے۔ (**المغنی فی الضعفاء: ج ۲: ص ۷۱۳، قلادۃ النحر فی وفیات أعیان الدہر: ج ۳: ص ۴۵۲**)،

نیز حافظ سبط ابن العجمیؒ (م ۸۴۰ھ) نے کہا: ''روى الكثير بعد الخميس وأربعمائة إلا أنه راوية للموضوعات والبلايا وقد تكلم فيه ذكر له ترجمة في الميزان ليس فيه إن وضع''۔(الکشف الحثیث: ص ۲۷۳)۔

لہٰذا ان کو متہم کہنا مرجوح ہے اور ان مناکیر وموضوعات کے ذمہ دار، ان کے ضعیف شیوخ یا اوپر کے راوی ہونگے، نہ کہ وہ خود، واللہ اعلم۔

لہٰذا اگر وہ ضعیف بھی ہے، تو ان کو متہم وکذاب نہیں کہا جاسکتا، بالخصوص جب کہ ان کے شاگرد، حافظ ابوبکر محمد بن عبد الباقی الانصاریؒ (م ۵۳۵ھ) نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ واللہ اعلم

(۴) حافظ ابویعلی الخلیلی القزوینیؒ (م ۴۴۶ھ) ثقہ، حافظ ہیں۔(تاریخ الاسلام: ج ۹: ص ۶۸۱)، اور ان کے متابع میں ابو علی، احمد بن عبد اللہ بن ابراہیم موجود ہے۔

(۵) ابوالحسن، علی بن احمد بن صالح المقریؒ (م ۳۸۱ھ) صدوق، امام ہیں۔(سیر: ج ۱۶: ص ۴۱۰)۔

(۶) محمد بن عبد الوہاب، ابوعمر المروزیؒ (م ۳۰۶ھ) ثقہ ہیں۔(تاریخ الاسلام: ج ۷: ص ۱۰۹، کتاب الثقات للقاسم: ج ۸: ص ۴۴۷)۔

(۷) ابوالقاسم، ہارون بن عبد الکریم الجرجانی کا ترجمہ، تاریخ جرجان للسھمی: ص ۴۸۵، پر موجود ہے اور ان سے علی بن الحسین بن جعفر الرازی اور محمد بن عبد الوہاب، ابوعمر المروزی نے روایت لیا ہے۔

لہٰذا وہ مجہول الحال ہے۔

(۸) النضر بن شمیلؒ (م ۲۰۴ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت ہیں۔(تقریب: رقم ۷۱۳۵)۔

(۹) عوف بن ابی جمیلۃ العبدیؒ (م ۱۴۷ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تقریب: رقم 5215)۔

(۱۰) عنترۃ بن عبد الرحمٰن الشیبانیؒ سنن النسائی کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تقریب: رقم ۵۲۰۹)۔

(۱۱) حضرت علی بن ابی طالبؓ (م ۴۰ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ اور امیر المؤمنین ہیں۔(تقریب)۔

حکم:

اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، سوائے ابوالقاسم، ہارون بن عبد الکریم الجرجانی اور ہناد بن ابراہیم، ابوالمظفر النسفیؒ (م ۴۶۵ھ) کے، وہ دونوں ضعیف ہیں، مگر متہم یا کذاب نہیں ہے۔

لہٰذا تاریخ بغداد کی روایت کو موضوع کہنا محل نظر ہوگا، واللہ اعلم۔

امام ابوحنیفہ، نعمان بن ثابت الکوفیؒ (م ۱۵۰ھ)، رمضان میں "۶۰" قرآن ختم کرتے تھے۔

امام ابوحنیفہ، نعمان بن ثابت الکوفیؒ (م ۱۵۰ھ)، رمضان المبارک میں "۶۰" قرآن ختم کرتے تھے، چنانچہ صدوق، حافظ الحدیث، امام ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) نے کہا:

حدثنی محمد بن إسحاق بن عثمان السمسار قال: حدثنا داؤد بن مخراق الفاریابی قال: حدثنا سعید بن سالم القداح، قال: حدثنا سفیان بن عیینة، قال کان أبو حنیفة رضی اللہ عنہ یختم القرآن فی کل شھر رمضان ستین ختمة، ختمة باللیل و ختمة بالنھار۔

امام سفیان بن عیینہؒ (م ۱۹۸ھ) کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) رمضان کے مہینے میں "۶۰" مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے، ایک ختم دین میں اور ایک ختم رات میں۔ (**کشف الآثار الشریفة: ج ۱: ص ۵۰**)،

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) امام ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ)، صدوق، حافظ الحدیث ہیں۔ (**مجلہ الاجماع: ش ۱۹: ص ۲۲، نیز دیکھئے مجلہ روائع القلم: ش ۲: ص ۲۳**)،

(۲) محمد بن اسحاق السمسار البلخی البخاریؒ سے مراد، ابوسعید، محمد بن اسحاق یا محمد بن قاسم بن اسحاق السمسار البلخی ہے۔ (**جامع المسانید للخوارزمی: ج ۲: ص ۲۵۶**)، جن کا ترجمہ، **تاریخ بغداد: ج ۳: ص ۳۹۶**، پر موجود ہے، اور ان سے ایک جماعت، مثلاً، امام ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ)، عمر بن حفص بن احلم، ابوحفص البخاریؒ (م ۳۲۷ھ)، امام محمد بن مخلد الدوریؒ (م ۳۳۱ھ) وغیرہ نے روایت لی ہے۔ (**تاریخ دمشق: ج ۳۰: ص ۴۰۳، طبع قدیم، تاریخ جرجان: ص ۲۶۲-۲۶۳**)،

اور ان کی کوئی منکر روایت نہیں ملی، لہذا یہاں وہ صدوق ہیں۔

(۳) داود بن مخراقؒ (م بعد ۲۴۰ھ) سنن ابی داود کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۱۸۱۲**)،

(۴) سعید بن سالم القداحؒ، سنن ابی داود و سنن النسائی کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**تحریر تقریب: رقم ۲۳۱۵**)،

(۵) سفیان بن عیینہؒ (م ۱۹۸ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ، حجت، امام ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۴۵۱**)،

(۶) امام ابوحنیفہ، نعمان بن ثابت الکوفیؒ (م ۱۵۰ھ)، ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تقریب تقریب التہذیب: رقم**

۱۵۳ا۷، قربه الشيخ عبد الحكيم صالح اليافعي، طبع دار اللؤلؤة، مصر، کشف الاستار عن رجال معانی الآثار للراشدی: ص ۱۰۸، تذکرۃ الحفاظ: ج ا: ص ۱۲۶)،

حکم:

اس کے تمام رواۃ ثقہ اور صدوق ہیں اور یہ سند حسن ہے۔

دوسری سند:

اور ایک سند، حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) نے یوں ذکر کی ہے:

حدثنا اسرائيل بن السميدع قال سمعت علی بن إسحاق يقول: سمعت أبا يوسف يقول: كان أبو حنيفة يختم القرآن كله بالليل في وتره وكان يختم القرآن في شهر رمضان ستين ختمة، ختمة بالنهار و ختمة بالليل۔

امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ، نماز تہجد میں پورا، قرآن ختم کرتے تھے اور رمضان کے مہینے میں ''۶۰'' قرآن ختم کرتے تھے، دن میں ایک ختم اور رات میں ایک۔ (کشف الآثار الشریفۃ: ج ا: ص ۴۰۰)،

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ)، صدوق، حافظ الحدیث ہیں۔ (مجلہ الاجماع: ش ۱۹: ص ۲۲، نیز دیکھئے مجلہ روائع القلم: ش ۲: ص ۲۳)،

(۲) اسرائیل بن السمیدع یا بن ابی السمیدع، ابو یعقوب البار دینی البخاریؒ، سے ائمہ کی ایک جماعت مثلاً وکیع بن احمد بن المنذر، ابو سفیان لھمدانیؒ، ابوالحسن، علی بن الحسن بن الخلیل القھندزی البخاریؒ (م ۳۴۶ھ)، ابو اسحاق، ابراہیم بن محمد بن احمد بن ہشام الغیشیؒ (م ۳۴۶ھ)، امام ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) وغیرہ نے روایت لی ہے۔ (الاکمال لابن ماکولا: ج ا: ص ۴۱۳، ج ۳: ص ۱۷۸، ج ۴: ص ۲۴۶، نیز دیکھئے مسند الامام ابی حنیفہ للحارثی: ج ا: ص ۴۶۱، ت البھرائجي)

اور ان کی کوئی منکر روایت نہیں ملی، لہذا یہاں وہ صدوق ہیں۔

(۳) علی بن اسحاق سے مراد، اسد بن عمرؒ، محمد بن شجاع وغیرہ کے شاگرد، ثقہ راوی، علی بن اسحاق الحنظلی السمرقندیؒ (م ۲۳۷ھ) ہے۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۴۶۸۸، القند فی ذکر اخبار سمرقند: ص ۵۰۴)،

(۴) قاضی ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم الانصاریؒ (م ۱۸۲ھ) ثقہ، ثبت، حافظ ہیں۔ (مجلہ الاجماع: ش ۱۹: ص ۱۹)،

(۵) امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) بھی ثقہ، ثبت، حافظ ہیں، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔

حکم:

معلوم ہوا کہ اس کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں اور سند حسن ہے، واللہ اعلم۔

تیسری سند:

اس روایت کی تیسری سند، حافظ ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) نے اس طرح ذکر کی ہے:

حدثني أبي رضي الله عنه وغيره قالا: حدثنا سعيد بن مسعود المروزي قال سمعت: أبا زيد صاحب الشروط: حدث عن علي بن المديني عن ابن عيينة أنه قال: كان أبو حنيفة رضي الله عنه يختم القرآن في شهر رمضان ستين مرة، مرة بالليل، مرة بالنهار۔

امام سفیان بن عیینہؒ (م ۱۹۸ھ) کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) رمضان کے مہینے میں ''۶۰'' مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے، ایک ختم، دن میں اور ایک ختم، رات میں۔ (**كشف الآثار الشريفة: ج۱: ص۵۰**)،

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ)، صدوق، حافظ الحدیث ہیں، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔

(۲) امام ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کے والدِ گرامی، ابوعبداللہ، محمد بن یعقوب بن الحارث بن خلیل الحارثیؒ (م ۲۹۴ھ) کا ترجمہ، **الاکمال لابن ماکولا: ج۳: ص۱۷۷-۱۷۸**، پر موجود ہے۔

ان سے، ابوصالح، خلف بن محمد البخاریؒ (م ۳۶۱ھ)، محمد بن یوسف بن ردام، محمد بن الحسین بن علی، امام ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) وغیرہ نے روایت لی ہے۔ (**تہذیب الکمال: ج۲۶: ص۲۸۶، الاکمال لابن ماکولا: ج۳: ص۱۷۷-۱۷۸**)،

حافظ ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کا ''**حدثني أبي رضي الله عنه**'' کہنا، اس بات پر دال ہے کہ ان کے نزدیک، ان کے والدِ گرامی، صدوق تھے۔

(۳) سعید بن مسعود المروزیؒ (م ۲۷۱ھ) ثقہ، امام ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۶: ص۵۴۹، کتاب الثقات للقاسم: ج۵: ص۱۹، التذییل علی کتب الجرح والتعدیل: ج۱: ص۱۱۸**)،

(۴) ابوزید، احمد بن زید البغدادی الشروطی الحنفی (م بعد ۲۰۰ھ) امام ہیں، مصنف ہیں، اور یہ علمی شہرت ان کے صدوق ہونے کے لئے کافی ہے۔ (**الفہرست لابن الندیم: ص۲۵۷، الجواہر المضیۃ: ج۱: ص۶۸، سلم الوصول: ج۱: ص۱۴۷، ہدیۃ العارفین: ج۱: ص۴۶، نیز دیکھئے الروضۃ الریا فی تخریج احادیث فضل الصلاۃ علی لنبی ﷺ للشیخ زکریا: ص۶۲۲**)،

(۵) علی بن المدینیؒ (م ۲۳۴ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت، حافظ ہیں۔ (تقریب: رقم ۴۷۶۰)،

(۶) سفیان بن عیینہؒ (م ۱۹۸ھ) اور

(۶) امام ابوحنیفہ، نعمان بن ثابت الکوفیؒ (م ۱۵۰ھ)، کا تعارف گزر چکا۔

حکم:

ماقبل کی طرح، اس سند کے بھی تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، لہذا اسند حسن ہے۔

اور ثابت ہوا کہ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ)، رمضان المبارک میں ''۶۰''، قرآن ختم کرتے تھے۔

<u>یادداشت</u>